مسابقت فی الخیرات اور مجلس صحت کا قیام

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۵/اپریل ۱۹۸۳ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے درج ذیل آیت قرآنی کی تلاوت فرمائی:

وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ (البقرۃ:۱۴۹)

اور پھر فرمایا:

مجلس صحت کی طرف سے کبڈی کا جو ٹورنامنٹ منعقد کروایا گیا آج اس کا آخری دن تھا۔ مجلس صحت کے قیام سے متعلق میں جماعت کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں اور بتانا چاہتا ہوں کہ اس کا قیام ایک وسیع پروگرام کا چھوٹا سا حصہ ہے۔ وہ وسیع پروگرام جو میرے پیش نظر ہے وہ قرآن کریم کی اس چھوٹی سی آیت میں درج ہے جس کی میں نے تلاوت کی ہے۔ دنیا میں کبھی اتنی مختصر گفتگو میں اتنا وسیع پروگرام کسی کو نہیں دیا گیا جتنا اس چھوٹی سی آیت میں مسلمانوں کو سامنے رکھ دیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا ہر قوم کا ایک نصب العین ہوا کرتا ہے، ایک مقصود اور مطلوب ہوتا ہے جس کی وہ پیروی کرتی ہے۔ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ پس اے مسلمانو! تمہارے لئے میں یہ نصب العین مقرر کرتا ہوں کہ ہر اچھی بات میں ایک دوسرے سے آگے نکل جاؤ۔

کتنا عظیم الشان اور کتنا وسیع پروگرام ہے اور کتنے اعلیٰ مقاصد ہیں اس پروگرام کے ہر حصے کے۔ یہاں یہ نہیں فرمایا گیا کہ صرف عبادتوں میں آگے نکل جاؤ یا صرف فلاں خوبی کو اختیار کرو اور اس میں آگے نکلو بلکہ فرمایا کہ تمہارا نصب العین ہر خوبی میں آگے بڑھ جانا ہے۔ دیکھئے ایک نہایت مختصر

بات میں دنیا کی ہر بھلائی کو رکھ دیا گیا اور پھر اس بھلائی کے اعلیٰ رخ کو بیان کیا گیا اور اس میں سے بھی جو چوٹی کا حصہ ہے وہ مسلمانوں کے لئے مقرر کیا گیا۔

پس اس نقطہ نگاہ سے جماعت احمدیہ کے سامنے قرآن کریم نے جو منصوبہ رکھا ہے وہ انسانی زندگی کی ہر دلچسپی پر حاوی ہے۔ وہ دین پر بھی حاوی ہے اور دنیا پر بھی حاوی ہے۔ وہ معاشیات پر بھی حاوی ہے اور اقتصادیات پر بھی حاوی ہے، وہ تمدن پر بھی حاوی ہے اور تہذیب پر بھی حاوی ہے۔ وہ حاوی ہے ہماری تجارت پر، وہ حاوی ہے ہماری سائنس پر، وہ حاوی ہے ہماری صنعت اور حرفت پر اور وہ ہماری کھیلوں پر بھی حاوی ہے، غرضیکہ انسانی زندگی کی دلچسپی کا کوئی ایک پہلو بھی ایسا نہیں جو سوچا جا سکتا ہو اور یہ آیت ایک مسلمان کو اس میں آگے بڑھنے کی تعلیم نہ دے رہی ہو۔

اس بلند مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے ’مجلس صحت‘ کو قائم کیا گیا اور دنیا کی وہ تمام کھیلیں جو اس وقت کسی بھی جگہ کسی نہ کسی رنگ میں کھیلی جاتی ہیں اور اتنا مقام حاصل کر چکی ہیں کہ انسان کے نزدیک وہ بین الاقوامی حیثیت اختیار کر سکتی ہیں ان کو مجلس صحت کے سپرد کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ بعض ایسی کھیلوں کو بھی مجلس صحت کے سپرد کیا گیا ہے جو ابھی تک دنیا میں رواج تو نہیں پا سکیں لیکن اپنی ذات میں وہ اس قابل ہیں کہ ان کو آگے بڑھایا جائے اور ان کی نشو ونما کی طرف توجہ دی جائے۔ کبڈی بھی انہیں میں سے ایک کھیل ہے۔

یہ ہمارے ملک کی بدقسمتی ہے کہ ہم لاشعوری طور پر احساس کمتری کا شکار رہتے ہیں۔ وہ آزاد قومیں جن کو دنیا پر ظاہری غلبہ بخشا گیا ان کی کھیلوں کو تو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اپنی کھیلوں کے متعلق خواہ وہ صحت مندی کے لحاظ سے زیادہ مفید ہوں اور کم خرچ پر بہت بہتر رنگ میں فائدہ بخش ثابت ہوں یہی سمجھا جاتا ہے کہ ان کھیلوں کا کیا فائدہ؟ نتیجہ یہ نکلا کہ ترقی یافتہ اور مغربی قوموں کی ہر کھیل پسماندہ علاقوں میں بھی رائج کر دی گئی اور پسماندہ علاقوں کی اچھی کھیلیں بھی مغرب نے رد کر دیں گویا یہ جاہلوں کی کھیلیں ہیں۔ مثلاً گلی ڈنڈا ہے۔ بدقسمتی سے ہماری تہذیب کا یہ حصہ بن گیا کہ گلی ڈنڈے کو وقت کے ضیاع کے متبادل شمار کیا گیا اور کہا جانے لگا کہ فلاں تو گلی ڈنڈا کھیلتا رہتا ہے۔ گویا گلی ڈنڈا کھیلنا ایک نہایت ہی لغو اور فضول حرکت ہے اور اس قابل ہے کہ اس کی ہر طرح مذمت کی جائے۔ اس کے مقابل بیس بال (Base Ball) جو امریکہ میں کھیلا جاتا ہے اور

اسی قسم کی دوسرے کھیلیں کھیلنے والوں نے اپنی کھیلوں کو اتنی عظمت اور اتنا مقام دیا کہ اب وہ دنیا کی چوٹی کی کھیلوں میں شمار ہوتی ہیں۔ ہمارے ہاں ایک کھیل میرو ڈبہ تھی جو بعض پہلوؤں سے بیس بال سے ملتی ہے لیکن میرو ڈبہ کا کھیلنا کوئی خاص قابل فخر فعل نہیں سمجھا جاتا بلکہ عموماً وہی لوگ کھیلتے ہیں جن کو اور کچھ نہ میسر ہو حالانکہ اس کھیل میں بھی خوبی کے بہت سے پہلو موجود ہیں۔ انسان کی صحت کو ترقی دینے کے لئے اس میں پھرتی پیدا کرنے کے لئے اور ایک دوسرے سے چستی کا مقابلہ کرنے کے لئے اس میں بہت سے عناصر شامل ہیں۔

پس جماعت احمدیہ کو چاہئے کہ دنیا کے جس ملک میں بھی جماعت پائی جاتی ہے وہاں کی مقامی کھیلوں کو بھی فروغ دے اور ان کھیلوں کو بھی فروغ دے جو اس وقت دنیا میں مسلم ہو چکی ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ ہر کھیل میں باقی سب سے آگے بڑھیں اس لئے جو مسلمہ کھیلیں ہیں ان کو بھی ہم نظر انداز نہیں کر سکتے ہیں۔ یہ درست ہے کہ آہستہ آہستہ کبڈی افریقہ میں بھی رائج ہو سکتی ہے، انڈونیشیا میں بھی رائج ہو سکتی ہے بلکہ موسم کے لحاظ سے جہاں جہاں انسان اس کو قدرتی طور پر طبعی طور پر کھیل سکتا ہے وہاں رائج ہو جانی چاہئے۔ لیکن جو مروجہ کھیلیں دنیا کو مسلم ہو چکی ہیں ہم ان کو بھی نظر انداز نہیں کر سکتے اور ان میدانوں میں بھی ہمیں لازماً دوسروں کو شکست دینی ہوگی۔

میری خواہش ہے کہ ہر کھیل میں مسلمان آگے بڑھیں اور یہ خواہش ہمیں اسلامی تاریخ میں سنت اولیاء کے طور پر نظر آتی ہے۔ آنحضرت ﷺ کی تو ساری زندگی ہی فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ کا ایک عظیم الشان نمونہ تھی لیکن امت کے مختلف بزرگوں نے بھی مختلف چیزوں کو اختیار کیا اور ان میں ایسے ایسے نمونے دکھائے جو تاریخ کا ایک درخشندہ باب بن گئے۔ ہندوستان میں بھی ایسے بزرگ ہوئے ہیں جن کا کھیلوں سے براہ راست کوئی تعلق نہیں تھا لیکن اس میدان بھی دوسروں پر بازی لے گئے۔ چنانچہ ایک بزرگ کے متعلق آتا ہے کہ وہ کسی جگہ سے گزر رہے تھے تو پتہ لگا کہ ایک غیر مسلم فلاں کھیل میں اتنی ترقی کر گیا ہے کہ وہ فخر کے ساتھ یہ اعلان کرتا ہے کہ آج دنیا کے کسی مذہب کا بھی کوئی پیروکار ایسا نہیں جو مجھے شکست دے سکے۔ اس بزرگ نے سفر کا ارادہ ملتوی کر دیا اور جب تک ان کو اس کھیل میں کمال حاصل نہیں ہو گیا وہ وہیں ٹھہرے رہے (شاید کئی ماہ لگے ہوں گے) اور جب تک اس غیر مسلم کو شکست دے کر یہ ثابت نہیں کیا کہ ایسا مسلمان بھی دنیا میں موجود ہے جو تمہارے اس غرور کو توڑ سکتا ہے کہ

تمہارے مذہب کے ماننے والے اس میدان میں باقیوں سے آگے ہیں، اس وقت تک آگے روانہ نہیں ہوئے۔[۱] حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق بھی اسی قسم کا ایک واقعہ آغاز جوانی کا ملتا ہے۔

پس یہ وہ نمونے ہیں جن کی ہم نے پیروی کرنی ہے اور پھر اپنی قوم کو آگے بڑھانا ہے اسی غرض سے مجلس صحت قائم کی گئی ہے اس لئے تمام دنیا کے احمدیوں کو چاہئے کہ جہاں جہاں کسی کھیل کا کوئی اچھا کھلاڑی موجود ہو وہ مجلس صحت مرکزیہ کو اطلاع دے تا کہ با قاعدہ نظم وضبط کے ساتھ ان کو مختلف ٹیموں میں ڈھالا جاسکے اور پھر جہاں تک ممکن ہو یہ کوشش کی جائے کہ ہر کھیل کی ایک احمدی ٹیم دنیا میں پیدا ہو جائے۔

یہ درست ہے کہ کھیلوں کا جو طریق اس وقت رائج ہے اس کے لحاظ سے ہم انٹرنیشنل یعنی بین الاقوامی مقابلوں میں احمدی ٹیم کے طور پر ان کو داخل نہیں کر سکتے لیکن اگر ہم ایسا نہ بھی کر سکیں تب بھی یہ احساس کہ نہایت اعلیٰ معیار کی ایک احمدی ٹیم تیار ہو چکی ہے جو واقعۃً دنیا کی صف اول کی ٹیموں

---

[۱] حضرت مصلح موعود نے اس ضمن میں حسب ذیل واقعہ کا ذکر فرمایا ہے۔ حضور کا اشارہ غالباً اسی واقعہ کی طرف ہے۔

"سید اسمٰعیل شہیدؒ جو تیرھویں صدی میں گزرے ہیں۔ حضرت سید احمدؒ صاحب بریلوی کے مرید تھے اور سید احمدؒ صاحب بریلوی سکھوں سے جہاد کرنے کے لئے پشاور کی طرف گئے ہوئے تھے۔ سید اسمٰعیلؒ صاحب کسی کام کے لئے دہلی آئے ہوئے تھے۔ جب دہلی سے واپس جاتے ہوئے کیمبل پور کے مقام پر پہنچے تو کسی نے ان سے ذکر کیا کہ اس دریا کو یہاں سے تیر کر کوئی شخص نہیں گزر سکتا۔ اس زمانہ میں صرف فلاں سکھ ہے جو گزر سکتا ہے مسلمانوں میں سے کوئی اس کا مقابلہ کرنے والا نہیں۔ وہ وہیں ٹھہر گئے اور کہنے لگے کہ اچھا، ایک سکھ ایسا کام کرتا ہے کہ مسلمان نہیں کر سکتا۔ اب جب تک اس دریا کو پار نہ کرلوں گا میں یہاں سے نہیں ہلوں گا۔ چنانچہ وہاں انہوں نے تیرنے کی مشق شروع کر دی اور چار پانچ مہینہ میں اتنے مشاق ہو گئے کہ تیر کر پار گزرے اور پار گزر کر بتا دیا کہ سکھ ہی اچھے کام کرنے والے نہیں بلکہ مسلمان بھی چاہیں تو ان سے بہتر کام کر سکتے ہیں۔"

(تفسیر کبیر جلد۲ سورۃ البقرہ صفحہ ۲۵۶)

میں شمار ہو سکتی ہے ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ یہ احساس ہمارے اندر اللہ تعالیٰ کی حمد کو اجاگر کرے گا اور اس کی حمد کی طرف توجہ پیدا کرے گا۔ ہم خدا کا شکر ادا کریں گے اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر درود بھیجیں گے کہ آپ نے ہمارے لئے کتنا شاندار مطمح نظر مقرر فرمایا اور پھر اس کی پیروی کی راہیں بھی ہم پر آسان کر دیں اور آج ہم دنیا کو کہہ سکتے ہیں کہ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ کے مطمح نظر کے پیش نظر ہم فلاں چیز میں سبقت لے گئے۔

پھر بین الاقوامی مقابلوں میں جہاں میڈل ملتے ہیں وہاں بیشک احمدی ٹیمیں داخل نہ ہو سکیں لیکن دنیا کی کوئی کلب بھی کسی نام پر بھی اچھی ٹیموں کو چیلنج کر سکتی ہے اور کھیل سکتی ہے۔ اس طرح عملاً دنیا کے سامنے ہم یہ ضرور ثابت کر سکتے ہیں کہ خواہ تم ہمیں میڈل دو یا نہ دو اور خواہ تمہاری کھیلوں کا نظام ہمیں بحیثیت احمدی ٹیم کے (Recognise) یعنی تسلیم کرے یا نہ کرے لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے یہ غلام اس میدان میں بھی دوسروں کے آگے نکل جائیں گے۔ انشاء اللہ۔

یہ وہ مقصد ہے جسے ہم نے انشاء اللہ پورا کرنا ہے لیکن جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا یہ صرف ایک چھوٹا سا شعبہ ہے۔ ہمیں تو ہر نیکی میں آگے بڑھنا ہے بلکہ نیکی کی ہر شاخ میں آگے نکلنا ہے اسی غرض سے میں نے مجلس شوریٰ میں توجہ دلائی تھی کہ ہمیں ٹریڈ اور انڈسٹری میں بھی تمام دنیا سے آگے نکلنا ہے، سائنس میں بھی آگے نکلنا ہے اور پھر سائنس کے نتیجے میں جو انسان عملاً جو صنعتی ایجادات کرتا اور انڈسٹری قائم کرتا ہے اس میں بھی جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ سب سے آگے نکلنا ہوگا۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے فی الحال تحریک جدید میں ایک مرکزی سیل قائم کر دیا گیا ہے اور انشاء اللہ صدر انجمن احمدیہ میں بھی قائم کیا جائے گا۔ پھر وہ مشترکہ طور پر اس بات پر غور کریں کہ تمام دنیا کے احمدی صنعتکاروں کے دماغ سے کس طرح استفادہ کیا جائے، تمام دنیا کے احمدی تاجروں کے دماغ سے کس طرح استفادہ کیا جائے اور تمام دنیا کے احمدی سائنسدانوں کو اس طرف متوجہ کیا جائے کہ وہ صرف نظریاتی طور پر سائنسدان نہ رہیں بلکہ ایسے فعال، سوچنے والے اور ہر وقت نئی چیزوں کی ایجاد میں منہمک سائنسدان بنیں جن کی قوت فکر کو جماعت احمدیہ قوت عمل میں ڈھالے اور ان کی ایجادات سے استفادہ کرے اور جس طرح بعض قومیں مثلاً جاپانی اپنے اعلیٰ اور لطیف فکر اور پھر اس فکر کے نتیجے میں اعلیٰ صنعتیں پیدا کرنے کے لحاظ سے مشہور ہیں یا امریکن یا یورپ کی دوسری قومیں جیسے

جرمنی ہے جو خاص طور پر ان صنعتوں میں آگے نکل آئی ہیں۔ اسی طرح جماعت احمدیہ کے سائنسدان بھی احمدی سائنسدان کے لحاظ سے دنیا میں ایک نام پیدا کریں۔ احمدی ایجادات پر احمدیت کی ایسی چھاپ ہو جس سے معلوم ہو کہ یہ چیز لازماً اپنی نوع میں بہترین ہے۔

لیکن اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے دیانتداری کی بھی بہت ضرورت ہوا کرتی ہے کیونکہ سائنسدان تو ایک ایجاد پیش کر دیتا ہے لیکن اگر صنعتکار دیانتدار نہ ہو تو وہ اس ایجاد کو ضائع بھی کر سکتا ہے اور اس کا وقار کھو بھی سکتا ہے اور اپنی دیانتداری کی وجہ سے اس کا وقار بھی قائم کر سکتا ہے اور آگے بھی بڑھا سکتا ہے لیکن دیانتداری صرف اس میدان میں ہی ضروری نہیں بلکہ ہر دوسرے میدان میں بھی ضروری ہے کیونکہ دیانتداری کے بغیر کوئی انسان کسی چیز میں بھی آگے نہیں بڑھ سکتا۔ یہ کھیل میں بھی ضروری ہے اور تجارت میں بھی ضروری ہے اس لئے احمدی تجار کو بھی اور احمدی صنعتکاروں کو بھی اور احمدی سائنسدانوں کو بھی بلکہ ہر میدان میں آگے بڑھنے کا ارادہ رکھنے والوں کو بھی لازماً اپنی دیانت کے معیار کو بڑھانا ہوگا۔

بہت سے ایسے پسماندہ ملک ہیں جن کو بددیانتیوں کی وجہ سے بہت گہرے اقتصادی نقصان پہنچے ہیں۔ بدقسمتی سے ہمارا ملک بھی ان میں سے ایک ہے۔ یہاں بہت اچھی اچھی صنعتیں موجود تھیں جن کے ذریعے تمام دنیا کی منڈیوں پر قبضہ کیا جا سکتا تھا۔ مثلاً سیالکوٹ میں کھیلوں اور اوزاروں کی صنعت تھی بلکہ یہ دونوں صنعتیں ابھی تک موجود ہیں لیکن جس طرح یہ تمام دنیا کی منڈیوں پر قابض ہو سکتی تھیں اس طرح نہیں ہو سکیں۔ جب میں نے باہر جائزہ لیا تو معلوم ہوا کہ پاکستان کی تجارت کو زیادہ تر نقصان تاجروں یا صنعتکاروں کی بددیانتی کی وجہ سے پہنچا ہے۔

پس جب میں جماعت احمدیہ سے کہتا ہوں کہ وہ صنعت میں بھی سب سے آگے نکل جائے اور تجارت میں بھی سب سے آگے نکل جائے اور اس مقصد کے لئے مرکز میں ایسے سیل قائم کئے جائیں جہاں ان سب کے تبادلہ خیالات کے لئے ایک مرکز قائم ہو اور ایک دوسرے سے استفادہ کا نظام قائم ہو، تو یہ ہو نہیں سکتا جب تک جماعت کے دیانت کے معیار کو بھی اونچا نہ کیا جائے اس لئے ہمارے سارے تجار کو چاہئے کہ وہ لازماً ایک Devotion کے ساتھ، ایک وقف کی روح کے ساتھ اپنی دیانت کے معیار کو بلند کریں اسی طرح تمام صنعتکاروں کو بھی چاہئے کہ اسی روح کے ساتھ صنعت

میں اپنی دیانت کے معیار کو بلند کریں۔

امر واقعہ یہ ہے کہ اگر ہم قرآنی ارشاد فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ کو ملحوظ رکھتے ہوئے محض للہ ایسا کریں گے، اگر ہمارا مقصود یہ ہوگا کہ اللہ کے حکم کے تابع ہم نے اسلام کا جھنڈا بلند کرنا ہے تو یہ درست ہے کہ ہماری صنعتوں کو بھی فائدہ پہنچے گا، ہماری تجارتوں کو بھی فائدہ پہنچے گا، ہماری طبابت کو بھی فائدہ پہنچے گا اور ہماری اقتصادیات کا ہر شعبہ اس سے فائدہ اٹھائے گا لیکن سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ اللہ ہم سے راضی ہوگا، اللہ کی طرف سے ہماری کوشش کو بہت برکت کے پھل لگیں گے اور جب انسانی محنت کے ساتھ اللہ کی رحمت شامل ہو جاتی ہے تو پھر دنیا کی کوئی قوم ایسے لوگوں کو شکست نہیں دے سکتی۔ یہ ایک ایسا عنصر ہے جو آپ کو دنیا کی تجارتوں میں بھی نظر نہیں آتا، صنعتوں میں بھی نظر نہیں آتا اور یہ علم طب میں بھی نہیں پایا جاتا۔ یہ صرف اور صرف آنحضرت ﷺ کے ان غلاموں کو عطا ہوگا جو خدا کی خاطر کام کرتے ہیں اور پھر دعاؤں کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے رہتے ہیں۔ ان کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ غیر معمولی برکتیں عطا فرماتا ہے۔ یہ ہمارا روزمرہ کا تجربہ ہے لیکن دنیا کے عام انسان اس کو سمجھ نہیں سکتے۔

مثلاً ہمارے طبیب اور ڈاکٹر جو افریقہ میں کام کر رہے ہیں وہ بکثرت ایسے واقعات پیش کرتے رہتے ہیں کہ بظاہر دنیا کی اعلیٰ یونیورسٹیوں کے پڑھے ہوئے بہت بہتر طبیب موجود تھے، بظاہر ان کے ہسپتالوں سے بہت بہتر ہسپتال بھی موجود تھے جن پر حکومتوں کا کروڑ ہا روپیہ خرچ ہورہا تھا اس کے باوجود بڑی چوٹی کے مریض جن کو حکومت کے کارندے ہونے کے لحاظ سے وہاں مفت علاج میسر آسکتا تھا وہ ان ہسپتالوں کو چھوڑ کر احمدی ہسپتالوں کی طرف مائل ہوئے، وہ اعلیٰ ہسپتالوں کو چھوڑ کر ایک چھوٹی سی کٹیا میں آگئے جہاں ایک میز پڑی ہوتی تھی، جہاں پوری طرح اوزار بھی مہیا نہیں تھے، جہاں پوری طرح روشنی کا انتظام بھی نہیں تھا اور پوری طرح Disinfect کرنے کا انتظام بھی نہیں تھا۔ انہوں نے کہا کہ ہم احمدی ڈاکٹروں سے آپریشن کروائیں گے اور دوسرے ہسپتالوں میں نہیں کروائیں گے۔ چنانچہ انہوں نے ایسی نوعیت کے کامیاب آپریشن کروائے جن میں زندگی اور موت ایک بہت ہی باریک دھاگے کے درمیان لٹکی رہتی ہے۔ بعض دفعہ ہمارے ڈاکٹروں نے تعجب سے پوچھا کہ تم یہ کیا کر رہے ہو؟ انہوں نے کہا ہمیں یہ پتہ ہے کہ دنیاوی وجاہت اور دنیاوی سامان تو دوسرے

ہسپتالوں میں ہیں لیکن شفا آپ کے پاس ہے کیونکہ ہمیں یہی پتہ لگتا ہے کہ جتنے مریض آپ کے پاس آتے ہیں وہ اللہ کے فضل سے شفا پا جاتے ہیں لیکن دوسرے ہسپتالوں میں شفا کا یہ معیار نہیں ہے۔

اگر ظاہری اسباب کو دنیا کے کمپیوٹر میں ڈالا جائے تو یہ نتیجہ نہیں نکلنا چاہئے۔ یہ نتیجہ اس لئے نکلتا ہے کہ ہمارے ہاں اللہ کی رضا کا عنصر داخل ہو جاتا ہے نیتیں نیک اور پاک ہیں ان کے اندر خلوص ہے اللہ کی رضا کی خاطر ہمارے ڈاکٹر باہر گئے ہیں اور اللہ کی خاطر وہاں کام کر رہے ہیں اور جب اللہ کی رضا کا عنصر بیچ میں داخل ہو جاتا ہے تو سارے نتائج کی کایا پلٹ جاتی ہے۔

یہ چیز اتنی تفصیل کے ساتھ ہمارے معاملات میں دخل دیتی ہے کہ اگر انسان کھلی آنکھوں کے ساتھ مطالعہ کرے تو اس کے لئے شک کی کوئی گنجائش ہی باقی نہیں رہتی۔ یہاں تک کہ چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھی یہ چیز کارفرما نظر آتی ہے۔ مثلاً کھیل کے میدان میں میچ ہو رہا ہے اور احمدی ٹیم کو شکست ہو رہی ہو لیکن وہاں اچانک کایا پلٹتی ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ اللہ کی رضا کا عنصر بیچ میں داخل ہو جاتا ہے۔ مجھے یاد ہے ایک دفعہ بٹالہ میں ایک میچ ہو رہا تھا۔ ایک عیسائی ٹیم کے ساتھ احمدی ٹیم کا بڑے زور کا مقابلہ تھا اور وہاں یہ Issue بن گیا کہ دیکھیں! مسلمان جیتتے ہیں یا عیسائی؟ عیسائی ٹیم کا دباؤ اتنا زیادہ تھا کہ ہماری ٹیم جو بظاہر کمزور تھی وہ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی، لیکن اللہ تعالیٰ نے چونکہ اسلام کی خاطر ایک فضل کرنا تھا وہاں یہ بہانہ بن گیا، حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ڈلہوزی سے واپس قادیان جاتے ہوئے وہاں سے گزر ہوا۔ آپؓ کی نظر پڑی کہ ایک جگہ کوئی ہنگامہ سا ہے اور بہت سے احمدی بھی وہاں موجود ہیں۔ آپؓ نے موٹر ٹھہرائی اور دریافت فرمایا کہ کیا ہو رہا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ حضور! یہاں تو بڑا سخت مقابلہ ہو رہا ہے ہماری ٹیم شکست کھا رہی ہے اور یہ مقابلہ گویا اسلام اور عیسائیت کا مقابلہ بن گیا ہے۔ آپؓ دعا کریں۔ چنانچہ حضرت صاحبؓ نے سفر کو ٹال دیا اور آپؓ وہیں کھڑے ہو گئے اور فرمایا میں دعا کرتا ہوں۔ حضورؓ نے دعا کرائی اور دیکھتے دیکھتے کایا پلٹ گئی اور احمدی کمزور کھلاڑی بھی مخالف ٹیم کے طاقتور کھلاڑیوں پر غالب آنے لگے۔ یہ کیا واقعہ ہوا تھا؟ ان کی جسمانی حالت میں تو کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی۔ صرف اللہ کا ایک خاص فضل شامل حال ہوا جس نے ظاہری مقابلے کے بالکل برعکس نتیجہ پیدا کیا۔

پس جب آپ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر دیانتداری اختیار کریں گے تو فائدہ تو آپ کو ہی

پہنچے گا۔ (وہاں بھی جیتی تو قادیان کی ٹیم تھی اور فائدہ بظاہر کھلاڑیوں کو پہنچا تھا) لیکن اللہ کی محبت بھی حاصل ہوگئی اس لئے جب اللہ کی رضا شامل ہو جائے گی تو احمدی تاجروں کو، احمدی صنعتکاروں کو اور احمدی سائنسدانوں کو اور احمدی وکلا کو اللہ کا پیار نصیب ہو جائے گا۔ جب وہ خدا کی رضا کی خاطر اس سے دعائیں مانگتے ہوئے ہر شعبہ کی زندگی میں آگے بڑھنے کی کوشش کریں گے تو خدا کا غیر معمولی فضل ان کے شامل حال ہوگا۔

پھر یہ کوشش بھی کرنی ہے کہ پوری سخاوت کے ساتھ اپنے گُر اور ہُنر جماعت کو پیش کریں۔ یہ وہ آخری حصہ ہے جس کی طرف میں خصوصیت سے توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ تاجروں کو یہ عادت ہوتی ہے کہ ان کو کوئی گُر مل جائے یا کوئی اچھا موقع تجارت کا میسر آجائے تو وہ اسے اپنے تک محدود رکھتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ کوئی اور اس میدان میں داخل نہ ہو۔ ہمارے اطباء میں بھی یہ مرض پایا جاتا ہے لوگوں کو تو شفا دیتے ہیں لیکن ان کو اپنے اس مرض کی شفا نہیں۔ کوئی اچھا نسخہ ہاتھ آجائے جس سے بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچتا ہے تو وہ دبا کر بیٹھ جاتے ہیں کہ یہ چٹکلا صرف ان سے ہی ملے گا۔ اسی طرح ہمارے صنعتکاروں میں بھی یہ بیماری ہے بلکہ ہمارے دوسرے شعبہ ہائے زندگی میں بھی یہ بیماری پائی جاتی ہے۔ اس بیماری کے ساتھ بعض صورتوں میں فرد کی ترقی کی ضمانت تو دی جاسکتی ہے لیکن قومی ترقی کی کوئی ضمانت نہیں ہوتی بلکہ یہ علامت قومی تنزل کی ضمانت بن جاتی ہے۔ چنانچہ آپ مشرق اور مغرب کی ترقیات کا مقابلہ کریں یا تنزل اور ترقی کا مقابلہ کریں تو ایک بہت بڑا امر جو کارفرما نظر آئے گا وہ یہی ہے۔ ہمارے ہاں یہ بات رواج پکڑ گئی کہ جس کو کوئی علم ملا اس نے سینہ بہ سینہ اپنی اولاد میں چلانا شروع کر دیا۔ اور یہ ’سینہ بہ سینہ‘ کا محاورہ سوائے مشرق کے دنیا میں اور کہیں ملتا ہی نہیں۔ عجیب وغریب محاورہ ہے اور لوگ بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ یہ راز سات پشتوں سے سینہ بہ سینہ ہمارے خاندان میں چلا آرہا ہے۔ راز سینہ بہ سینہ تو آرہا ہے لیکن ساری قوم کو دفن کر گیا۔ مغرب نے اس کے برعکس اپنے علوم کو ترویج دی ہے۔ اگر کسی کے ہاتھ چھوٹا سا نکتہ بھی آیا ہے تو اس نے اس کی تشہیر کی ہے اور تمام قوم کو اس میں شامل کیا ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ہر فرد کی دولت ساری قوم کی دولت بن گئی، صرف اس کی ذاتی دولت نہ رہی۔ اس طرح ہر فرد نے جو سیکھا وہ بھی اس کو مل گیا اور اس نے آگے دوسروں کو بھی عطا کیا۔

اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہر مسلمان کو ہر اچھی چیز میں سخاوت کا حکم دیا ہے۔ یہ دوسرا امر ہے جو خیرات میں ترقی کرنے کے لئے بڑا ضروری ہے۔ چنانچہ قرآن کریم اس نکتے کو اس طرح بیان فرماتا ہے یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ وَ مِمَّا رَزَقۡنٰہُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ (البقرۃ:۴) کہ مومن بندے عبادتوں کو قائم کرتے ہیں اور پھر جو کچھ ہم ان کو عطا کرتے ہیں اس میں سے آگے خرچ کرتے چلے جاتے ہیں۔ یہ بڑا دلچسپ مضمون ہے۔ ترتیب بھی بڑی پیاری رکھی گئی ہے۔ فرمایا ان کو جو کچھ عطا ہوتا ہے وہ صرف جسمانی کوشش اور محنت سے عطا نہیں ہوتا بلکہ اس میں ان کی عبادتوں کا بھی دخل ہوتا ہے۔ معلوم ہوا یہ عام انسان کی Achievements کا ذکر نہیں بلکہ ایسے مومن بندوں کی خصوصی Achievements کا یا جو کچھ وہ حاصل کرتے ہیں اس کا ذکر ہے جن کو جو کچھ عطا ہوتا ہے اس میں ان کی عبادتوں کا بھی دخل ہوتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا فضل بھی شامل ہوتا ہے۔ ایسی سوسائٹی جب قیام صلوٰۃ کرتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان کو عام بندوں سے زیادہ عطا کرتا ہے اور جو کچھ ان کو عطا کرتا ہے اسے وہ اپنے تک روک کر نہیں بیٹھ جاتے بلکہ وہ اس کو آگے جاری کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مِمَّا رَزَقۡنٰہُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ کی تفسیر میں یہ عارفانہ نکتہ ہمارے لئے بیان فرمایا کہ یہاں صرف روپے پیسے کا ذکر نہیں ہے بلکہ تمام صلاحیتوں کا ذکر ہے۔ (البدر جلد ۲ نمبر ۴۸ مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۰۳) اگر کوئی اچھا وکیل ہے اور اس کو وکالت کا ایک اچھا نکتہ ہاتھ آیا ہے تو وہ اس سے بھی قوم کو فائدہ پہنچا رہا ہوتا ہے، کسی طبیب کو اگر کوئی اچھا نسخہ مل گیا ہے تو وہ اسے اپنے اوپر روک کر نہیں رکھتا بلکہ وہ ساری قوم کو اس سے فائدہ پہنچانے کی کوشش کرتا ہے، کسی صنعتکار کو اگر کوئی اچھا نکتہ ہاتھ آ گیا ہے تو وہ دوسرے صنعتکاروں میں اعلان کرتا ہے کہ آؤ مجھ سے یہ نکتہ سیکھو، اس سے بہت فائدہ پہنچے گا اسی طرح علوم کی ہر شاخ میں جس کو جو کچھ حاصل ہو جائے وہ اسے خدا کی راہ میں خرچ کرنا شروع کر دیتا ہے۔

ایسے خرچ کرنے والوں کو اس آیت میں خوشخبری دی گئی ہے کہ اس خرچ کے نتیجہ میں جو اللہ کی خاطر کیا جاتا ہے کبھی بھی ان کے اموال، ان کی طاقتیں اور ان کی صلاحیتیں ختم نہیں ہوں گی کیونکہ مِمَّا رَزَقۡنٰہُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ میں ایک جاری چشمے کا ذکر ہے۔ ایک طرف سے نکل رہا ہے تو دوسری طرف سے پڑ بھی رہا ہے اور جس طرف سے نکل رہا ہے وہ سوراخ اس سوراخ کا مقابلہ ہی نہیں کر سکتا جس

سے پڑ رہا ہے کیونکہ پڑنے والے سوراخ کو اللہ سے جوڑ دیا۔ یہ نہیں فرمایا کہ جو کچھ وہ اپنی کوششوں سے حاصل کرتے ہیں اس کو خرچ کرتے ہیں کیونکہ انسانی کوششیں تو محدود ہوتی ہیں، ان کا ماحصل تو تھوڑا سا ہوتا ہے، وہ خرچ ہو کر ختم بھی ہوسکتا ہے بلکہ فرمایا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ کہ ہم ان کو جو دیتے چلے جاتے ہیں وہ اس کو خرچ کرتے چلے جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے دینے کے راستے تو نہ ختم ہونے والے ہیں۔ اگر انسان تمام کائنات کی طاقتوں کو بھی خرچ کر دے تب بھی اگر ایک طرف اللہ سے تعلق قائم ہے تو اس کے خزانے ختم نہیں ہوسکتے۔ پس یہ کیسی عظیم الشان آیت ہے اور مومن کی ترقی کا اس میں کتنا وسیع مضمون بیان کر دیا گیا ہے۔

اگر آپ غور کریں تو آنحضرت ﷺ کو جو کوثر عطا ہوا وہ یہی کوثر ہے یا یوں کہنا چاہئے کہ اس کوثر کی ایک شکل یہ بنتی ہے کہ آپؐ کے متبعین کو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا کہ جو کچھ بھی ہم تمہیں عطا کریں گے وہ تم نے روک کر نہیں رکھنا بلکہ اسے آگے خرچ کرتے چلے جانا ہے اور ہم اس بات کے ضامن ہیں کہ تمہارے خزانے کبھی ختم نہیں ہوں گے کیونکہ ہمارے خزانے کبھی ختم نہیں ہوسکتے۔

پس نیکیوں میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانا وہ اعلیٰ مقصد ہے جس کی طرف قرآن کریم مسلمانوں کو بلاتا ہے اور جس کی طرف قرآنی ارشاد فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ کے تابع میں تمام احباب جماعت کو بلا رہا ہوں۔ میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ وہ اپنے دیانت اور تقویٰ کے معیار کو بلند رکھتے ہوئے محض خدا کی خاطر ہر بھلائی میں دنیا سے آگے نکل جائیں گے اور جتنا زیادہ آگے بڑھیں گے اتنا زیادہ دنیا پر خرچ بھی کریں گے۔ آپ کی تو کوئی حد نہیں ہے آپ تو وہ قوم ہیں جن کے امام کے متعلق حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے خبر دی تھی کہ وہ ستاروں پر کمندیں ڈالنے والا ہوگا۔ فرمایا:

لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهُ رِجَالٌ اَوْ رَجُلٌ مِّنْ هٰٓؤُلَآءِ.

(بخاری کتاب التفسیر تفسیر سورۃ الجمعۃ باب قولہ تعالیٰ و اٰخرین منھم لمّا یلحقوا بھم)

کہ وہ تو اتنی عظیم ہمت والا انسان ہوگا، اتنی بلند جست ہوگی اس کی کہ اگر ایمان دنیا سے اٹھ کر ثریا پر بھی پہنچ گیا تو وہ اسے کھینچ کر دوبارہ دنیا میں لے آئے گا۔ پس جو امام اس شان کا ہو اور اتنی بلند ہمت رکھنے والا ہو کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اس کو یہ خوشخبری دے رہے ہوں کہ ہاں! تو جائے گا اور آسمان کی بلندیوں سے بھی ایمان کو کھینچ کر دوبارہ لے آئے گا، تیرے قدم ثریا پر پڑ رہے ہوں گے،

اس کے ماننے والے، اس کے پیچھے چلنے والے ہیں ہم، اس لئے لازماً ہمیں اپنے ارادے بلند کرنے پڑیں گے اور بلند ارادوں کے ساتھ اپنے اعمال کے معیار کو بھی بڑھانا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور نے فرمایا:

آج چونکہ بارش ہو رہی ہے اس لئے نماز جمعہ کے ساتھ ہی نماز عصر بھی جمع کرائی جائے گی۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۴ر جولائی ۱۹۸۳ء)